وصی عقیل زاہد

نہج البلاغہ شناسی:

حضرت علیؑ اور عصری علوم و معارف

علیؑ ابن ابو طالب علیہ السلام کے نام سے اور کارناموں سے سبھی لوگ بخوبی واقف ہیں اور ہزارہا کوششوں کے باوجود ان کے فضائل پر پردہ نہیں ڈالا جاسکا۔ ان کے علم کا لوہا تو ہر دور میں مانا گیا ہے لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے خطبات اور ان کے فیصلے اگر عصر حاضر کی علمی کسوٹی پر بھی پرکھے جائیں تو صحیح نکلتے ہیں۔

جی ہاں ۱۴۰۰ سال پہلے بھی حضرت علیؑ کو آج کے دور کا سارا علم تھا چاہے، وہ علم حسابداری ہو یا مختلف النوع جدید علوم وفنون اور اصول قوانین۔

اپنی اس بات کے ثبوت میں چند ایسے نکتے پیش کرنا چاہتا ہوں جن سے حضرت علیؑ کے بے پایاں علم کا کچھ حصہ دنیا والوں کے سامنے آسکے۔

حضرت علیؑ اور عوام سے خطاب:

سید ارضی کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ ایک ماہر و موثر خطیب تھے۔ ان کی اس بات کے دو مطلب نکالے جاسکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مولا کو ہر چیز کا اتنا علم تھا کہ وہ کسی بھی موقع پر بات کرسکتے تھے۔ اور دوسرا یہ کہ ان میں بولنے کی وہ خوبی تھی جو ہر ایک کو باندھ لیتی تھی اور متاثر کرتی تھی۔

حضرت علیؑ اور علم حسابداری:

جو فیصلہ حضرت علی نے روٹی والے قصے میں دیا اس سے ہم سب واقف ہیں۔ جو

لوگ اس قصے سے انجان ہیں ان کے لئے بتادوں کہ دو مسافر کہیں ملے۔ ایک کے پاس ۳ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس ۵ روٹیاں۔ دونوں نے سوچا کہ دونوں ساتھ بیٹھ کر کھالیں گے۔ تبھی وہاں ایک تیسرا شخص آیا اور کہا کہ مجھے بھی کچھ کھانے کو دے دو۔ اب روٹیوں کے ٹکڑے کئے گئے اور سب کو برابر کا حق چاہیے تھا لہذا ہر روٹی کے تین تین ٹکڑے کئے گئے۔ اور سب نے آٹھ آٹھ ٹکڑے کھائے۔ جاتے وقت وہ تیسرا شخص آٹھ درہم دے کر چلا گیا اور کہا کہ آپس میں بانٹ لینا۔ دونوں مسافروں میں اس بات پر بحث ہونے لگی کہ کسے کتنے درہم ملیں گے۔ بات حضرت علیؑ تک پہنچی اور جس کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اسے سات درہم اور جس کے پاس تین روٹیاں تھیں اسے ایک درہم ملا۔

آیئے اب مولائے کائنات کے فیصلے کو آج کے علم کی روشنی میں پرکھیں۔ تیسرے مسافر کے آنے سے پہلے ایک مسافر کی پانچ روٹیاں ملادیں تھی اور دوسرے کی تین روٹیاں تو Ratio 5:3 کا تھا۔ جب تیسرا مسافر آیا تب سب کو برابر کا حصہ ملا یعنی اب 1/3.1/3:1/3 تو پہلے جسے 8 میں سے 5 روٹیاں مل رہی تھیں اب 1/3 مل رہی ہیں اس طرح دوسرے مسافر کو 8 میں سے 3 مل رہی تھیں تو اب 1/3 مل رہی ہے۔

Accounts میں ایک چیز ہوتی ہے Ratio of Sacrifice کہ کس نے کتنا گھاٹا یا نقصان اٹھایا، جس کا Formula ہے Old Ratio Minus New Ratio یعنی 1/3-5/8 اور 1/3-3/8 اگر ہم اسے حل کریں تو دیکھیں گے کہ پانچ روٹی والے نے 7 حصوں کا گھاٹا اٹھایا اور تین روٹی والے نے ایک حصے کا۔ اور اسی طرح مولا نے درہم بھی بانٹے تو صاف ظاہر ہے کہ مولا اس Concept سے جو بیسویں صدی کی دین ہے آج سے 1400 سال پہلے بھی واقف تھے۔

حضرت علیؑ اور ٹیکس:

سید ارضی لکھ گئے ہیں کہ مولا فرماتے تھے کہ اگر کوئی قرض ملنے کی امید نہ ہو تو اس پر

زکوۃ واجب نہیں ہے۔ لیکن جس سال وہ قرض مل جائے اس سال اس پر زکوۃ دینا ضروری ہے۔
دنیا بھر کے Income Tax Departments بھی تقریباً یہی بات کہتے ہیں کہ جس سال کی آمدنی ہو اسی سال ٹیکس بھرنا ضروری ہے۔

حضرت علیؑ اور Propriey حق ملکیت:

ملکیت کے کچھ امکانات ہیں جیسے خرچ ضرورت سے زیادہ نہ ہو۔ کسی بھی کام میں غلط طرح سے منافع نہ کمایا جائے۔ دوسرے کے کام میں اپنا حصہ نہ نکالا جائے۔ مختصر طور پر کہیں تو کسی بھی شخص کا اپنے عہدے سے غلط فائدہ اٹھانا غلط ہے یہی Propriey ہے۔

اپنے ایک خطبہ میں جو مولا نے عاصم ابن زیاد کو دیا جب اس نے پوچھا کہ مولا آپ خراب لباس اور معمولی کھانے پر کیوں گزارا کرتے ہیں تو مولا فرماتے ہیں "میں فضول خرچی اس لئے نہیں کرتا کہ عام آدمی کے لئے پیسہ کم نہ پڑے اور اس پر غربت نہ طاری ہو۔"

وہیں دوسری جگہ اپنے ایک خط میں امیر المومنین نے اپنے ایک افسر سے جس نے غبن اور ہیرا پھیری کی تھی سارا حساب مانگا اور غبن کی رقم کی بھرپائی بھی کرنے کو کہا۔ اگر ہم حضرت علیؑ کی زندگی کو غور سے دیکھیں تو ایسے کئی واقعات ملیں گے جہاں حضرت علیؑ نے دوسروں کے مال میں سے کسی کو یہاں تک اپنے رشتہ داروں کو بھی کچھ مال نہ لینے دیا۔

مولائے کائنات اور Economics علم اقتصادیات

آج Economics کے کئی فلسفے ہر ملک کی مالی حالت کو سدھارنے میں کام لائے جاتے ہیں۔ آج ہر ملک کی Economy صرف Tax پر ہی منحصر ہے اور ملک کی ترقی کا دارومدار ان لوگوں پر ہے جو ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ کیوں کہ سرکار کا سارا خرچ سارے کام صرف اس پیسے سے ہوتے ہیں۔ جو Tax Payer سرکار کو دیتا ہے۔ سرکاری Activities پر غریبوں کی ترقی منحصر ہے اس لئے Tax اور Tax Payer کا خیال ضروری ہے۔

یہی بات حضرت علیؑ نے چودہ سو سال پہلے مالک اشتر کو ایک خط میں لکھی تھی اس خط

میں مولا نے یہ بھی لکھا تھا کہ منافع خوروں پر خاص نظر رکھو کیوں کہ یہ لوگ ضروری چیزوں کی Supply روک کر ان چیزوں کے دام بڑھا کر بیچتے ہیں اور غلط طریقوں سے پیسہ کماتے ہیں۔ اس بات کا خیال رہے کہ ہر چیز صحیح دام پر صحیح طریقے سے سب کو ملنی چاہئے۔

آج کے دور میں ایسے لوگوں پر نظر رکھنے کے لئے کئی Act یا قانون بنائے جارہے ہیں، Competition Act بھی اسی لئے بنایا گیا ہے کہ لوگوں کو ان کی ضرورت کی چیزیں صحیح دام پر صحیح طریقے سے ملے۔

اپنے ایک خط میں حضرت علیؑ نے لکھا ہے کہ کنجوسی میں ہر برائی چھپی ہے۔ اس بات کو اگر ہم Economics کے پیمانے پر تولیں تو دیکھیں گے کہ کتنی گہری بات ہے۔ اگر لوگ پیسہ خرچ نہیں کریں گے تو جو مال بازار میں ہے وہ بکے گا نہیں۔ مال نہیں بکے گا تو دوکاندار پیسہ نہیں کمائے گا۔ پیسہ نہیں کمائے گا تو اپنے مزدوروں کو تنخواہ کیسے دیگا اور آخر انہیں بے دخل کردیگا۔ اور یہی حال اگر ہر جگہ ہوگا تو اتنے بے روزگار پیٹ بھرنے کے لئے غلط راستہ اختیار کرلیں گے۔

حضرت علیؑ اور آج کا سماج:

اپنے ایک خط میں مولا نے لکھا ہے کہ ایک ایسا بھی دور آئے گا جب فیصلے عورتوں سے پوچھ کر کے جائیں گے یا پھر حقوق عورتوں کے پاس ہوں گے نوجوانوں کو اونچی کرسیوں پر بٹھایا جائے گا۔ یہ بات بھی آج کے دور میں کتنی صحیح ہے۔ آج بڑی کمپنیوں میں Exective کی کرسی پر عورتیں ہی دکھائی دیتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ کم عمر نوجوانوں کو اونچی کرسی دے دی جاتی ہے۔

اپنے ایک اور خط میں مولا نے لکھا تھا کہ چھوٹا کنبہ خوشی پانے کا سب سے آسان راستہ ہے، اس بارے میں کیا کچھ کہنا ضروری ہے۔

حضرت علیؑ اور علم نجوم Astronomy

Astronomy یعنی چاند ستاروں سے وابستہ علم۔ یہ ایک بہت مشکل

Sciene ہے، مگر مولا سے کیا چھپا تھا۔ اس علم میں بھی انہیں وہ مہارت حاصل تھی کہ کیا کہنا۔ معاویہ کے نام اپنے ایک خط میں حضرت علیؑ نے لکھا ہے کہ تم اپنی بدگمانی کے ساتھ اس مقام پر ہو جسے تباعی کی پتنگ بھی نہیں چھوسکتی ۔ یہ اونچائی میں ستاروں کے آخری جھرمٹ عیوق (Ayyuq) کے برابر ہے اگر مولا کو علم نہیں تھا تو انہیں یہ کیسے پتہ کہ عیوق کی اونچائی کتنی ہوتی ہے۔ اگر چہ کچھ دیر کے لئے مان لیں کہ کہیں نام سنا ہوگا تو آیئے ایک اور بات بتادوں۔ کسی نے ایک بار مولا سے مشرق اور مغرب کی دوری پوچھی تو مولا نے کہا ایک دن میں سورج جتنی دوری طے کرتا ہے۔ آج ہم سب جانتے ہیں کہ سورج نہیں گھومتا بلکہ دنیا گول گھومتی ہے۔ دنیا کے East اور West کی دوری 180 degree ہے اور زمین اس رفتار سے گھومتی ہے کہ یہ دوری بارہ گھنٹوں میں طے ہوتی ہے مگر ہم کو لگتا ہے کہ سورج ایک طرف سے دوسری طرف جارہا ہے۔ مولا کو یہ علم تھا تبھی انہوں نے یہ جواب دیا ورنہ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ اس کونے سے اس کونے تک کی دوری یا کہہ دیتے اس شہر سے اس شہر تک کی دوری۔

یہی نہیں کسی نے ایک بار زمین سے سورج تک کی دوری جاننی چاہی تو جو جواب مولا نے دیا تھا اسے آج Scientifically ثابت کیا جاچکا ہے۔

ان چند مثالوں اور واقعات سے یہ بات پوری طرح واضح اور صاف ہوگئی ہے کہ حضرت علیؑ کے سینے میں علم کا جو سمندر لہریں لے رہا تھا آج دنیا اس کی بوندوں سے فیض یاب اور سیر اب ہورہی ہے یہی نہیں دنیاوی علوم جتنی ترقی کریں گے حضرت علیؑ کے علم کے نقوش اور ابھریں گے۔

حوالے:

نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۲۴۰، ۴۴۴، ۵۱۱، ۵۴۰، ۵۴۲، ۵۶۰، ۵۹۱، اور خط نمبر ۲۔ ۲۶۴، ۲۶۷–۱، ۳۰۴، ۳۸۸۔

❀❀❀❀❀